OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

انفرادی انسانی حقوق: خطبات نبوی کے تناظر میں میں ایک مطالعہ

Individual Human Rights: A Study in Context of the Sermons of the Prophet

Muhammad Abu Bakar
MPhil Scholar, Minhaj University, Lahore
Syed Khalid Hameed Kazmi
Lecturer COSIS, Minhaj University, Lahore
Hassan Sher
M Phil Scholar GCU, Lahore

Abstract

Allah has chosen the religion of Islam for the formation of the system of this universe, which is undoubtedly an all-round religion in which mankind gets proper growth and guidance in every aspect of life. The claimant is right. When it comes to human rights, the religion of Islam is the only religion and the only religion of the Prophet, may God bless him and grant him peace, who has explained human rights in a very clear way. Any religion and society in the world present such a concept. Unable to do from the sermons of the Prophet, where innumerable topics are deduced, and the most important and popular topic of the present era, human rights, is also derived. The Holy Prophet (peace be upon him) introduced these rights to the nations of the world at a time when an individual was completely unfamiliar with this word.

Keywords: Individual rights, Islam, Society, Humanity

CC BY

تمہید

اللہ نے اس نظام کی تشکیل کے لیے دین اسلام کو پسند کیا جو بلاشبہ ایک ہمہ جہت دین ہے جس میں بنی نوع انسان کو زندگی کے ہر پہلو کے متعلق کماحقہ رشد و ہدایت ملتی ہے۔ اس دین کا سرچشمہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ داعی برحق کو رکھا۔ انسانی حقوق کی بات کی جائے تو دین اسلام وہ واحد دین اور نبی رحمت ﷺ کی وہ واحد ذات ہے جس نے انسانی حقوق کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب و معاشرہ اسکی مثل ایسا تصور پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خطبات نبوی سے جہاں لاتعداد موضوعات کا استنباط ہوتا ہے وہیں موجودہ دور کا نہایت اہم اور زبان زدِ عام موضوع انسانی حقوق کو بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اسوقت ان حقوق سے اقوامِ عالم کو متعارف کروایا جب کوئی فرد اس لفظ سے مکمل طور پر ناواقف واور ناآشنا تھا، مقالہ ھذا میں حضور ﷺ کے خطبات سے انفرادی انسانی حقوق کا جائزہ لیا جائے گا۔

لفظ حق کے لغوی مفاہیم

''حق'' عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ قرآن پاک میں ۲۲۷ مرتبہ استعمال ہوا یہ وسیع المعانی ہے، اسی لیے ماہرین لغات نے اس کے کثیر معانی بیان کیے ہیں۔ چند معانی کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ الصحاح میں حق کے لغوی معنی یوں بیان ہوئے ہیں کہ:

الحق خلاف الباطل والحق واحد الحقوق و حق له ان يفعل كذا[1]

"حق باطل کی ضد ہے اور لفظ حق حقوق کی واحد ہے، اور یہ فلاں کا حق ہے کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسا کرے"

۲۔ القاموس المحیط میں حق کے معانی یوں بیان کیے گئے ہیں:

'' الحق من أسماء الله تعالى أو من صفاته وضد الباطل والأمر المقضي والعدل والا سلام والمال والملك والموجود الثابت والصدق) والموت والحزم وواحد الحقوق''[2]

''حق اللہ کے ناموں میں سے یا اسکی صفات میں سے ہے، حق باطل کی ضد ہے فیصلہ شدہ امر، عدل، اسلام، مال، ملکیت، موجود ہونا، ثابت ہونا، سچائی، موت، احتیاط کرنا اور یہ حقوق کی واحد ہے۔''

۳۔ امام راغب اصفہانی لفظ حق کے معانی لکھتے ہیں:

''اصل الحق المطابقة والموافقة كمطابقة رجل الباب في حقه لدورانه على استقامة ويقال حاققته فحققته أي خاصمته في الحق فغلبته''[3]

''حق کے اصل معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں، جس طرح دروازے کی چول اپنے گڑھے میں یوں فٹ آتی ہے کہ وہ استقامت کے ساتھ گھومتی رہتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے حق کے متعلق جھگڑا کیا پس غالب رہا۔''

اصطلاحی مفاہیم

ا۔علامہ جرجانی حق کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''الحق اسم من أسمائه تعالى والشيء الحق أي الثابت حقيقة ويستعمل في الصدق والصواب أيضا يقال قول حق وصواب وفي اللغة هو الثابت الذي لا يسوغ إنكاره وفي اصطلاح أهل المعاني هو الحكم المطابق للواقع يطلق على الأقوال والعقائد والأديان والمذاهب ويقابله الباطل''[4]

"حق اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور حق اس چیز کو کہتے ہیں جسکی ثابت ہوتی ہے، یہ سچائی و راستی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے حق بات اور سچ بات اور لغت میں ہر وہ چیز جو ثابت ہو اور جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور اصطلاح میں ایسا حکم جو حقیقت حال کے مطابق ہو اسکا اطلاق نظریات و تصورات، مذاہب و ادیان پر ہوتا ہے یہ باطل کی ضد ہے"

۲۔لسان العرب میں حق کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

''الحق نقيض الباطل وجمعه حقوق و حقاق والحق واحد الحقوق و الحقة و الحقة أخص منه وهو في معنى الحق قال الأزهري كأنها أوجب وأخص تقول هذه حقتي أي حقي أي حظه ونصيبه الذي فرض له''[5]

''حق باطل کا متضاد ہے اسکی جمع حقوق اور حقاق ہے۔اور حق حقوق کا واحد ہے اورالحقہ کے الفاظ حق سے اخص ہے یہ حق کے معنی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔بقول ازہری یہ زیادہ واجب اور اخص ہے کہ تم کہو 'یہ میرا حق ہے' حق سے مراد حصہ ہے جو اسکے لیے مقرر کیا گیا ہے۔''

انسانی حقوق کی تعریفات

مفکرین انسانی حقوق کی مختلف انداز میں تعریفات پیش کرتے ہیں چند معروف مفکرین کی تعریفیں ذکر کی جاتی ہیں:

ا۔صلاح الدین انسانی حقوق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''فرد ایک حقوق کا دائرہ ریاست اور تعلقات کا ہے ریاست کے مقابلے میں فرد کو جو حقوق دیے جاتے ہیں انہیں بنیادی حقوق کہا جاتا ہے۔''[6]

۲۔ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے لکھا ہے کہ مصطفیٰ الزرقاء کے نزدیک حق کا معنی و مفہوم اس طرح ہے۔

الحق:هو اختصاص يقرربه الشرع سلطةً او تكليفا[7]

"حق ایک خصوصی تعلق کا نام ہے جس کی وجہ شریعت کسی اختیار یا ذمہ داری کو مقرر کرتی ہے۔"

۳۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری انسانی حقوق کو یوں بیان کرتے ہیں

''انسانی حقوق بنی نوع انسان کے حقوق اور آزادیوں سے عبارت ہیں۔ حقوق معاشرتی زندگی کے وہ احوال ہیں جنکے بغیر انسان اپنی شخصیت کے مناسب اظہار اور ضروری نشوونما کے اعتبار سے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اپنے اور دوسروں کے حوالے سے بروئے کار نہیں لا سکتا۔ حقوق وہ مواقع ہیں جن کا فقدان انسان کو زندگی کی کسی جہت سے محروم کر دیتا ہے۔ حقوق کے بغیر انسان کسی برتر و اعلیٰ حاکم کے زیر نگیں غلام ہوتا ہے۔ اس بناء پر ہر معاشرے کے سیاسی فکر میں ان حقوق کا تصور پایا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کی اصطلاح کا وسیع تر مفہوم انسانی زندگی، شرف و وقار کے تحفظ اور اس سے متعلقہ معاملات کا احاطہ کرتا ہے''[8]

اسلام میں انسانی حقوق کا تصور نہایت وسعت کا حامل ہے اور یہ تصور انسانی حیات کے ہر مرحلے اور ہر پہلو کو محیط ہے۔ اسلام ہر انسان کو قبل از پیدائش سے لیکر بعد از موت تک حقوق عطا کرتا ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل اسلام کا یہ تصور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے منشور اعظم "خطبہ حجۃ الوداع" کی صورت میں اس وقت پیش کیا جب فرد واحد اس اصطلاح سے آشنا نہ تھا۔

اسلام اور انسانی حقوق

انسانی حقوق کا تصور اسلام میں انسانیت کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی ہے۔ اللہ نے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر فوقیت و برتری دی اور تخلیق آدم کے وقت ہی فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروا کر انسانیت کو تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری عطا فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً[9]

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔

اسی طرح سورۃ التین میں ارشاد باری تعالی ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ[10]

بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

اسلام کی انفرادیت ہے کہ اس دین میں مساوات انسانی کو بے حد اہمیت حاصل ہے جسکا دنیا کا کوئی مذہب بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انسانی مساوات کی بنیاد اللہ رب العزت قرآن میں یوں بیان فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[11]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو، بیشک اللہ خوب جاننے والا خوب خبر رکھنے والا ہے"

نبی مکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے بھی بے شمار انسانی حقوق کا استنباط ہوتا ہے جس میں آپ ہر حقدار تک اسکا حق پہنچانے کی تلقین فرماتے ہیں جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه فلا وصية لوارث[12]

"بے شک اللہ ہر حقدار کو اسکا حق عطا کرتا ہے پس وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔"

بنیادی انسانی حقوق قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر مذکور ہیں اور جابجا اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ انسانی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی جائے۔ حضور ﷺ کی تو ساری تعلیمات انسانی حقوق کے احترام پر مبنی ہیں اور خطبہ حجۃ الوداع بنیادی انسانی حقوق کا اولین چارٹر ہے۔ حضور ﷺ کا تصور انسانی حقوق معاشرے میں امن و امان قائم کرتا ھے۔کیونکہ ہر فرد کا فرض دوسرے کا حق ہے۔اور جب ہر شخص اپنے فرائض ادا کرے گا یعنی دوسروں کے حقوق کو پورا کرنے کی کوشش کرے تو یوں معاشرے میں کوئی بھی حق سے محروم نہیں رہے گا یوں معاشرہ انسانی حقوق کے احترام کا آئینہ دار بن جائے گا۔

انفرادی انسانی حقوق خطبات نبوی ﷺ کی روشنی میں:

تعلیمات اسلام میں انسانی حیات نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر شخص چاہے وہ کسی بھی شعبے اور طبقے سے تعلق رکھتا ہو قابل احترام ہے ایک متوازن معاشرہ ہی انسان کو احترام و وقار فراہم کرتا ہے اور اسکے لیے ہر فردِ معاشرہ کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔ اسی لئے اسلام انفرادی طور پر ہر فرد کو حقوق فراہم کرتا ہے۔

تحفظ جان کا حق:

انسانی جان اللہ کی طرف سے عطا کردہ امانت ہے جس کا مالک حقیقی اللہ کی ذات ہے لہذا اس میں کسی کو بھی تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لہذا اللہ نے ناحق قتل سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[13]

"اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حق (شرعی) کے، یہی وہ (امور) ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

نبی کریم ﷺ نے بھی متعدد احادیث و خطبات میں ناحق قتل سے اجتناب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حرمت جان کے حوالے سے فرمایا:

''أيها الناس إن دماءكم وأموالكم عليكم حرام الى ان تلقوا ربكم كحرمة يومكم هذا وكحرمة شهركم هذا وإنكم ستلقون ربكم فيسألكم عن أعمالكم''[14]

''اے لوگو! تمہارے خون اور مال ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے لیے حرام ہیں ان چیزوں کی حرمت ایسے ہی ہے جیسے اس دن کی اور اس مہینہ (ذی الحجہ) کی ہے تم سب خدا کے حضور جاو گے اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں بازپرس فرمائے گا۔''

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبے میں تحفظ جان کے لیے دیت اور قصاص کا حکم ان الفاظ میں فرمایا:

من قتل له قتيل فهو بخير النظرين إما أن يودى أو يقاد[15]

"جس کے کسی آدمی کو کوئی قتل کر دے تو ورثا کو دو باتوں میں سے ایک کے قبول کرنے کا اختیار ہے یا تو دیت لے لیں یا قصاص"

فتح مکہ کے خطبے میں آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

وفي الأصابع عشر عشر[16]

"اگر کوئی کسی کی انگلیاں کاٹ دے تو ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ دیت کے دیئے جائیں۔"

ایک اور خطبہ میں آپ ﷺ نے قیامت والے دن قاتل کی سزا کی تصریح کی جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''لا ألفين أحدكم يجيء يوم القيامة على رقبته نفس لها صياح فيقول يا رسول الله أغثني فأقول لا أملك لك شيئا قد أبلغتك لا ألفين أحدكم يجيء يوم القيامة على رقبته رقاع تخفق فيقول يا رسول الله أغثني فأقول لا أملك لك شيئا قد أبلغتك''[17]

''اور میں تم کو نہ پاوں کہ قیامت میں کسی گردن پر کوئی غلام یا مقتول سوار واویلا کرتا ہوا آئے اور کہے یارسول اللہ مدد کیجئے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تجھ تک (صحیح بات) پہنچا دی تھی اور میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاوں کہ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن کسی کی گردن پر چیتھڑے اڑ رہے ہوں اور وہ آکر کہے کہ یارسول اللہ مدد کیجئے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا میں نے تمکو سمجھا دیا تھا۔''

حضرت ابو حثمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ نے سات کبیرہ گناہوں کے حوالے سے بتایا۔

"اجتنبوا الكبائر السبع فسكت الناس فلم يتكلم أحد فقال النبي الشرك بالله وقتل النفس ۔۔الخ''[18]

''سات کبیرہ گناہوں سے بچو، پس لوگ خاموش ہو گئے اور ایک دوسرے سے کلام نہ کیا، پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، ناحق قتل۔۔۔الخ''

تحفظ مال کا حق:

لوگوں کے مال واسباب کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ نے اجتماعی معاملات میں امانت و دیانت کی تاکید فرمائی، یعنی ہر شخص تک اسکے حق کو پہنچانا لازم ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر امانت داری کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"وقد بلغت فمن كانت عنده أمانة فليؤدها الى من ائتمنه عليها"[19]

"اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔"

سنن ابی داود کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔

"قال العارية مؤداة والمنحة مردودة والدين مقضي والزعيم غارم"[20]

"عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے، دودھ کے لیے ہدیہ کی ہوئی اونٹنی دودھ سے استفادہ کے بعد واپس لوٹائی جائے اور ضامن ضمانت کا ذمہ دار ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کرنے والوں کے لیے وعید سناتے ہوئے فرمایا:

"لا ألفين أحدكم يجيء يوم القيامة على رقبته بعير له رغاء يقول يا رسول الله أغثني فأقول لا أملك لك شيئا قد أبلغتك[21]

"میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قیامت والے دن تم میں سے کسی کی گردن پر خیانت کا بڑبڑاتا ہوا اونٹ سوار ہو اور کہے یارسول اللہ میری مدد فرمائیں اور میں کہوں کہ میں اب کچھ نہیں کر سکتا تحقیق میں نے تم سب تک بات پہنچا دی تھی۔"

مال واسباب کی حفاظت کے اہتمام کے لیے سود کی ممانعت فرمائی چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

"فذكر الربا وعظم شأنه فقال ان الرجل يصيب من الربا أعظم عند الله في الخطيئة من ست وثلاثين زنية يزنيها الرجل وان أربى الربا عرض الرجل المسلم"[22]

"پس سود کا ذکر کر کے اسے گناہ عظیم قرار دیا پھر فرمایا سنو! سود کا ایک درہم حاصل کرنا چھتیس مرتبہ کی زناکاری سے بڑھ کر گناہ ہے، ساتھ ہی یہ بھی سن رکھو کہ سب سے بڑا سود خوار وہ ہے جو کسی مسلمان کی آبروریزی کرے۔"

جو کسی حقدار کی حق تلفی کرے گا اور امانت میں خیانت کرے گا تو آخرت میں اس کے لیے کسی کی سفارش کام نہ آئے گی۔ یوں قرض، امانت اور ادھار لی گئی چیز کی ادائیگی کی تعلیمات کے ذریعے آپ ﷺ نے حق ملکیت کی اہمیت اور اسکے تحفظ کی ضمانت عطا کی۔ نیز سود کی ممانعت فرما کر افراد معاشرہ کے مال واسباب کی حفاظت کو یقینی بنایا۔

تعلیم کا حق

دین اسلام ہر فرد کو اس بات کا حق دیتا ہے کہ دین و دنیا کا علم حاصل کرے جو اس کے لیے فائدہ کا باعث ہو۔ اسلام تو علم سیکھنے کو ہر شخص کے لیے فرض قرار دیتا ہے۔ بے شمار آیت قرآنیہ و احادیث مبارکہ اس کی تصدیق کرتی ہیں بطور دلیل ایک حدیث یہاں بیان کی جاتی ہے۔ جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ ہے۔

''طلب العلم فريضة على كل مسلم''[23]

''علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

دیگر احادیث کی طرح خطبات رسول ﷺ سے بھی حق تعلیم کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ اکثر اپنے خطبے کے آخر میں یوں فرماتے۔

''انها حق فادرسوها وتعلموها''[24]

''سنو یہ سب حق اور سچ ہے، تم اسے سیکھو اور دوسروں کو سکھاتے رہو۔''

خطبہ حجۃ الوداع کا اختتام آپ ﷺ نے ان الفاظ میں کیا۔

''وليبلغ الشاهد الغائب''[25]

''تم میں سے جو موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ جو حاضر نہیں ان تک میرا یہ خطبہ پہنچادیں۔''

مسند الطیالسی میں حضرت عیاض بن حمار کی روایت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

''ان نبي الله ﷺقال ذات يوم في خطبته ألا إن ربي أمرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومى هذا''[26]

''کہ اللہ کے رسول نے خطبہ ارشاد فرمایا: لوگو مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ آج اسنے جو علم مجھے سکھایا ہے، جس سے تم بے علم ہو وہ میں تمہیں بھی بتادوں۔''

إنه سيأتيكم أقوام من بعدي يطلبون العلم فرحبوا بهم وحيوهم وعلموهم[27]

"میرے بعد تمہارے پاس بہت سے لوگ علم دین سیکھنے کے لیے آئیں گے تم انہیں مرحبا کہنا انہیں دعائیں دینا ان کے ساتھ بھلائی اور عزت کے ساتھ پیش آنا اور انہیں علم دین اچھی طرح سکھانا۔"

الغرض ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کے پاس علم ہے تو اس میں دوسروں کا بھی حق ہے لہذا اور لوگوں تک پہنچانا صاحب علم کا فرض ہے۔ اگر صاحب علم اس حق سے حقداروں کو محروم کرتا ہے تو اسکے لئے وعید ان الفاظ میں سنائی گئی سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

''من كتم علما مما ينفع الله به في أمر الناس أمر الدين ألجمه الله يوم القيامة بلجام من النار''[28]

''جس نے چھپایا کوئی ایسا علم جس سے نفع دیتا ہے اللہ دین کے کام میں لگام لگادے گا اللہ اسکو قیامت کے دن آگ کی۔''

طعام اور حسن کلام کا حق

اسلام نے انسان کے جو حقوق مقرر کیے ہیں ان میں ایک حق طعام بھی ہے۔یعنی خود کھانا کھانے کے ساتھ دوسروں کے کھانے کا بھی خیال رکھا جائے۔ قرآن وحدیث میں بے شمار جگہ پر کھانا کھلانے کی تلقین کی گئی اور ساتھ ہی دوسروں سے نرم گفتگو کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ جیسے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے خطبے میں اللہ سے بذریعہ خواب ملاقات کا احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے درجوں کے حوالے سے استفسار کیا تو آپ ﷺ تین امور کو درجے میں شامل کیا۔

أن معاذ بن جبل قال احتبس علينا رسول الله ﷺقال وما الدرجات قلت إطعام الطعام ولين الكلام والصلاة والناس[29]

"اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: ان فرشتوں کی بات چیت اور کس امر میں ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: درجوں کے بارے میں۔ پوچھا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا، نرم کلامی کرنا، لوگوں کے سونے کے وقت نماز ادا کرنا۔"

دوسرے مقام پر خوش کلامی کی تلقین ان الفاظ میں کی۔

اما بعد! ايها الناس،فقدموا لانفسكم فبكلمة طيبة،فان بها تجزى الحسنة عشر امثالها الى سبعمئة ضعف والسلام عليكم و رحمة الله و بركاته۔[30]

" اما بعد! اے لوگو! اپنی آخرت کے لیے نیک اعمال آگے بھیجو تو اسے چاہیے کہ وہ خوش کلامی اختیار کرے اور سوال کرنے والے کو اچھے جواب کے ساتھ لوٹائے۔ کیونکہ اسکا ثواب دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا اور اس کے بھی دگنے تک ہوتا ہے۔"

بحث مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ افراد معاشرہ کا باہمی تعلق عمدہ گفتگو اور حسن کلام پر مشتمل ہونا چاہیے۔ بالفاظ دیگر دوسروں کی مالی معاونت کرنا، کھانا کھلانا اور ان کے ساتھ حسن کلام کرنا اخلاقی حق ہے۔ اور ایک مسلم معاشرے کی خصوصیت ہے کہ افراد معاشرہ ان امور کا کماحقہ خیال رکھیں۔

امام وقت کا حق:

امام کی اطاعت کا حکم قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ[31]

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی۔"

حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر پر تھے تو آپ نے صحابہ کو اکٹھا کیا اور ان سے مخاطب ہو کر امام وقت کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

إنه لم يكن نبي قبلي إلا كان حقا عليه أن يدل أمته على خير ما يعلمه لهم وينذرهم شر ما يعلمه لهم ومن بايع إماما فأعطاه صفقة يده وثمرة قلبه فليطعه إن استطاع فإن جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر[32]

"مجھ سے پہلے بھی ہر پیغمبر پر یہ مقرر تھا کہ جو بھلائی بھی وہ ان کے لیے جانتا ہے اس کی طرف اپنی امت کی رہنمائی کرے اور جو برائی بھی وہ ان کے لئے جانتا ہے اس سے انہیں ڈرائے۔ جس نے ایک امام کی بیعت کرلی اس نے جان ومال اس امام کے ہاتھ میں دے دیے۔ پس حتی الوسع اسکی متابعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسکے مقابلہ پر نکل کر بغاوت کرے تو اسکی گردن ماردو۔"

قوم وملت کی بقا کے لیے امیر اور قائد کی حیثیت ناگزیر ہے۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أنه لا إسلام إلا بجماعة ولا جماعة إلا بأمارة ولا أمارة إلا بطاعة[33]

"جماعت کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں اور بغیر کسی امیر کے جماعت کا کوئی وجود برقرار نہیں رہ سکتا اور بغیر اطاعت اور حکم ماننے کے قائد کا کوئی وجود نہیں"

بالفاظ دیگر امیر و قائد کی اطاعت کے لئے شرط ہے کہ وہ خدا و رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی نہ کرئے۔ امامت کی شرائط کے حوالے سے علامہ غلام رسول سعیدی، علامہ تفتازانی کا قول نقل کرتے ہیں۔ "امت کے لیے ایک امام ضروری ہے جو دین کے احکام کو زندہ کرئے، سنت کو قائم کرئے، مظلوموں کے ساتھ انصاف کرئے اور حق داروں کو انکے حقوق پہنچائے۔ امام کے تقرر کے لیے شرط ہے کہ وہ مکلف ہو، مسلمان ہو، نیک ہو، آزاد ہو، مرد ہو، مجتہد ہو، بہادر ہو، صاب رائے ہو، سمیع، بصیر اور ناطق ہو، اور قرشی ہو، اس کے لیے ہاشمی ہونا، معصوم ہونا اور سب سے افضل ہونا ضروری نہیں ہے۔

پرامن زندگی کا حق:

ہر فرد کا بنیادی حق ہے کہ وہ پر امن اور آزادانہ زندگی گزارے۔ اسی بناء پر اسلام میں بغاوت و سرکشی سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ پر امن معاشرے کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتا ہے اور اس سے افراد معاشرہ کی زندگیاں تزلزل کا شکار ہوتی ہیں۔

يا معشر المسلمين !واياكم والبغي فانه ليس من عقوبة اسرع من عقوبة بغي[34]

"اے جماعت مسلمین!، بغاوت و سرکشی سے بچو، کیونکہ کسی گناہ پہ اس قدر جلد سزا نہیں ملتی جتنی سرکشی اور بغاوت پر۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام انسان کے لیے پر امن زندگی کے حق کا تحفظ کرتا ہے۔ تاکہ وہ خوف زدہ نہ ہو اور امن میں رہے۔

مساواتِ انسانی کے حق:

انسانی حقوق کے حوالے سے اسلام کا تصور احترام، وقار، اور مساوات انسانی پر مبنی ہے۔ رسول اللہ نے فتح مکہ کے دن لوگوں سے بحوالہ مساواتِ انسانی خطاب فرمایا:

يا أيها الناس إن الله قد أذهب عنكم عبية الجاهلية وتعاظمها بآبائها فالناس رجلان بر تقي كريم على الله وفاجر شقي هين على الله والناس بنو آدم وخلق الله آدم من تراب قال الله) يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم إن الله عليم خبير[35]

''لوگو! جاہلیت کی لڑائی اور باپ دادوں پر فخر کرنے کی برائی تم سے دور کر دی ہے۔ انسانوں کی اب دو ہی قسمیں ہیں یا تو وہ نیک اور پرہیز گار ہیں اور اللہ کے ہاں معزز ہیں، یا بد و اور غیر متقی ہیں اور اللہ کے ہاں ذلیل۔ اور لوگ آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اللہ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان رہے، تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف اور معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے بے شک اللہ باعلم اور باخبر ہے۔''

نبی رحمت ﷺ نے مساوات انسانی کا اعلان اس دور میں کیا جب بہت سی قوموں اور نسلوں کا نسب نامہ سورج، چاند حتی کہ (نعوذ باللہ) خدا سے ملایا جا رہا تھا۔ جیسا کہ یہود و نصاری خود کو اللہ کی لاڈلی اولاد کہتے تھے جیسے قرآن میں یوں بیان کیا گیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللهِ وَأَحِبَّاؤُهُ[36]

''اور یہود اور نصاریٰ نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔''

اسی طرح دیگر اقوام کا بھی یہی حال تھا اہل عرب حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اور حرم مکہ و بیت اللہ کے پاسبان ہونے کی بنا پر کسی انسان کو اپنا ہم مرتبہ نہ مانتے اور کسی کو مساوی حقوق دینے پر تیار نہ ہوتے۔ ایسے ماحول میں محسن انسانیت ﷺ تشریف لائے اور ایام تشریق کے موقع پر بھی آپ ﷺ نے نسلی تفاخر و طبقاتی تقسیم کے خاتمہ کا تاریخ اعلان ان الفاظ میں کیا۔

يا أيها الناس إن ربكم واحد وأباكم واحد ألا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا أسود على أحمر ولا أحمر على أسود إلا بالتقوى[37]

''اے لوگو بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدمؑ) ایک ہے پس خبردار کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو عرب پر، نہ کسی گورے کو کالے پر فضیلت ہے نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے تقوی کے۔''

ان خطبات نبوی ﷺ سے پتہ چلا کہ بطور انسان تمام بنی نوع برابر ہیں۔ خواہ کوئی شہنشاہ کا بیٹا ہو یا غریب کا، کوئی کالا ہو یا گورا تمام افراد بحیثیت انسان کسی فرق کے حامل نہیں ہیں۔ البتہ اللہ کی فرمانبرداری اور نافرمانی سے دو طبقے وجود میں آتے ہیں یعنی مسلمان یا کافر۔

أما بعد فإنما أهلك الناس قبلكم أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد والذي نفس محمد بيده لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها[38]

امابعد! تم سے پہلے کے لوگ اسی باعث ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی شریف انسان چوری کر لیتا تو یہ اسے بغیر حد جاری کیا چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور انسان ہوتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اسکی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں ضرور اسکا ہاتھ کاٹ دوں گا۔"

تحفظ نسب کا حق:

نومولود بچے کے نسب کا تحفظ ہونا بچے کے ابتدائی حق میں سے ہے، لہذا والدین کا فرض ہے کہ وہ بچے کو یہ حق فراہم کریں ۔خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے یوں تلقین فرمائی:

الولد للفراش وللعاهر الحجر[39]

بچہ اسکی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔

نکاح کا حق:

اسلام میں اور نبی مکرم ﷺ نے ہر بالغ فرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نکاح کرے تاکہ اس سے معاشرے میں برائی وفحاشی کو کم کیا جائے۔ نبی ﷺ نے خطبے میں فرمایا:

يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم۔[40]

"اے جوانوں تم میں سے جسے خوراک پوشاک کی طاقت ہو اسے چاہیے کے نکاح کرے، نکاح نظر کو نیچا رکھنے والی اور عصمت کی حفاظت کرنے والی چیز ہے۔ جسے اس کی قدرت نہ ہو وہ بکثرت روزے رکھے۔"

دفاع کا حق

اللہ مسلمانوں کو اپنے دفاع کے لیے قصاص کا حکم دیا چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

كتب عليكم القصاص فى القتلٰى[41]

"یعنی مقتولوں کے بارے میں قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبے میں حق دفاع کو جو اللہ کی طرف سے دیا گیا کو یوں بیان کیا۔ چنانچہ حضرت عیاض بن حمار بیان کرتے ہیں:

وان ربي عز وجل أمرني ان أحرف قريشا فقلت يا رب إذا يثلغوا رأسي فيدعونه خبزة فقال استخرجهم كما استخرجوك واغزهم كما يغزونك[42]

"سنو مجھ سے اللہ نے یہ بھی فرمایا: کہ ان قریشیوں کو سوخت کر ڈال پس میں نے کہا پھر یہ میرا سر کچل دیں گے اور اسے روٹی کی طرح کا کر دیں گے اللہ نے فرمایا: انہیں بھی اسی طرح نکال دو جس طرح انہوں نے تمہیں نکال دیا، جس طرح یہ تم سے لڑتے ہیں میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان سے غزوہ کرو۔"

قصاص کے علاوہ دیت کا حکم بھی انسانی جان کے دفاع کے لیے نازل فرمایا گیا آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع خطاب میں فرمایا:

لا إله إلا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الأحزاب وحده ثم قال ألا إن دية الخطأ شبه العمد ما كان بالسوط والعصا مائة من الإبل منها أربعون في بطونها أولادها[43]

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کر دیکھایا، اپنے بندوں کی مدد فرمائی اور مخالف طاقتوں کو اسی اکیلے نے شکست دی۔ پھر فرمایا خطا اور غلطی سے کوئی کسی کو مار ڈالے مثلاً کوڑا مارا، لکڑی ماری اور وہ مر گیا اسکی دیت ایک سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس گابھن اونٹنیاں ہوں۔"

میت کا حقوق

اسلام اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اتنی خوبصورت و بے مثال ہیں کہ جس نے نہ صرف زندہ افراد کے حقوق متعین کئے بلکہ مرنے والے کے حقوق بھی مقرر فرمائے۔ یہ اسلام میں انسان کو دی گئی عظمت و بزرگی کا نتیجہ ہے کہ زندہ انسان تو باعث عظمت ہے ہی بلکہ جب اسکی روح جسم فانی سے پرواز کرتی ہے تو بعد ازاں بھی انسان کی اس عظمت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اسے اچھے طریقے سے غسل دینے، خوشبو لگانے، کفن و دفن کا اہتمام کرنے، ستر پوشی کا خیال رکھنے، نماز جنازہ ادا کرنے اور اعزاز و اکرام کے ساتھ قبر میں دفن کرنے جیسے حقوق فراہم کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

میت کے اکرام کے لیے شریعت نے سوگ کی اجازت دی صرف تین دن دی ہے ماسوائے بیوہ عورت کے چنانچہ حضور ﷺ نے میت کے اس حق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سمعت رسول الله ﷺ يقول على المنبر لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تحد على ميت فوق ثلاث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا[44]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس منبر پر خطبے میں سنا ہے کہ جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ رکھے۔ ہاں اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا تو وہ چار ماہ دس دن تک عدت میں رہے۔''

ایک اور مقام پر خطبہ دیتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ میت کے حقوق کو بیان کیا۔

والنياحة من عمل الجاهلية[45]

میت پر چیخنا چلانا جاہلیت کا عمل ہے۔

مختلف احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کے محاسن کو بیان کرنا، میت کے لئے دعائے خیر

کرنا، میت کا قرض ادا کرنا، اس کی قبر کی زیارت کو جانا جیسے حقوق مرنے والے کے لیے نبی کریم ﷺ نے متعین فرمائے ہیں۔ اسلام کے نزدیک ہر فرد قابل عزت و تکریم ہے لہذا نبی کریم ﷺ نے ہر فرد کے لئے انفرادی سطح پر حقوق مقرر فرمائے اور انکی تلقین کے لیے مختلف مقامات پر وعظ و خطبات ارشاد فرمائے۔ آج انسانی حقوق کو دنیا میں سب سے پہلے روشناس کروانے کے حوالے سے مختلف تنظیمیں اور این جی اوز دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ تاریخ کے بغور مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل اسوقت دنیا کو انسانی حقوق کا شعور دیا جب لوگ اس اصطلاح سے مکمل طور پر نابلد تھے۔

خلاصۃ البحث

انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کے لیے انسانی حقوق کا تصور تقریباً چھٹی صدی عیسوی کے اواخر ۵۷۶ء تا ساتویں صدی عیسوی کے اوائل ۶۳۲ء میں عطا کیا، اور یہ آپ ﷺ کا صرف رسمی اعلان نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے اس دور میں جو کہ تاریکی، جہالت، علم و عمل سے ناواقفیت اور تہذیب و ثقافت سے دوری کا بول بالا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کو قرون مظلمہ، دور جہالت، اور دور تاریکی جیسے ناموں سے آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس دور میں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو وہ پاکیزہ تعلیمات دے کر بھیجا کہ جس سے آپ ﷺ نے ۲۳ سال کے قلیل عرصے میں اس دور کو بدل کر رکھا دیا۔

تب آپ ﷺ نے انسانیت کو انسان دوستی کا سبق دیا۔ اور افرادِ معاشرہ کو باہمی حقوق و فرائض سے آشنا کیا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو بھائی بھائی بنا کر ایسا بہترین سوسائٹی کی بنیاد رکھی کہ دنیا ایسے سماج کی کوئی بھی مثال لانے سے قاصر ہے۔ آپ ﷺ کے ان ہی انسانی حقوق کے نقوش کی بدولت وہ ظلمت کا دور اور غیر مہذب بدو آخر کار تہذیب و تمدن اور حقوق انسانی سے متعارف ہوئے۔ عصر حاضر میں تاجدار کائنات ﷺ کی ان تعلیمات کو اپنا شیوہ بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ معاشرے میں امن اور استحکام کی ساخت قائم ہو سکے۔

سفارشات

عصر حاضر میں بدلتے ہوئے حالات اور مغربی یلغار سے نبرد آزما ہونے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ واریت سے نکل کر اصل اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔ اور انسانی حقوق کے حوالے سے انسانیت کی صحیح سمت راہنمائی کی جائے۔ اس سلسلہ میں چند سفارشات و اقدامات تجویز کیے جاتے ہیں۔

1۔ علمی سطح پر انسانی حقوق پر علمی نگارشات کی کمی ہے لہذا اسلام کے عطا کردہ حقوق پر کتب کی تحریر اور وسیع پیمانے پر اشاعت کا بندوبست کیا جائے۔

2۔ مسلم ممالک کی حکومتوں اور تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی انسانی حقوق کے تصورات و نظریات کو نصاب تعلیم کا حصہ بنائیں تاکہ نئی نسل کو اس سے روشناس کروایا جائے۔

3۔ اسلامی ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) جو کہ مسلم ممالک کی نمائندہ تنظیم ہے اور اقوامِ متحدہ کے کل ممبر ممالک کا تیسرا حصہ ہے، اسے فعال بنایا جائے تاکہ اس کے ذریعے انسانی حقوق کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر کو بین الاقوامی سطح پر مؤثر انداز میں پیش کیا جاسکے۔

4۔ خطبات نبوی اور اقوام متحدہ کے کنوینشن میں مذکور انسانی حقوق کو ملکی قوانین کا حصہ بنایا جائے اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

References

[1] Abu Nasr Isma'il ibn Hammad al-Iawhari, *Al-Sihāh fi al-lughah*, 4:1207.

[2] Abū al-Tāhir Maiīd al-Dīn Muhammad ibn Ya'qūb ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm al-Shīrāzī al-Fīrūzābādī, *Oamus al-Muhit* (Beirut: Mussat al-Rasalat), 1129.

[3] Abul Oasim al-Hussein bin Mufaddal bin Muhammad Rāghib Isfahānī, *Al-Mufradāt fi Gharīb al-Ourān* (Lebanon: Dar al-Marafah), 125.

[4] Ali ibn Mohammed al-Iuriani, Taʿrīfāt (Beirut: Dar al-Kitab al-Arabi), 1:120.

[5] Muhammad ibn Mukarram ibn Alī ibn Ahmad ibn Manzūr al-Ansārī al-Ifrīqī al-Misrī al-Khazrajī, *Lisān al-ʿArab* (Beirut: Dar Sadir, 1997), 10: 49-51.

[6] Salah al-Din, *Basic Rights* (Lahore: Interpreter of the Our'an, 1978), 40.

[7] Wahbah Mustafa al-Zuhayli, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adilatahā* (Damascus: Dar al-Fikr, 1978), 4:9.

[8] Muhammad Tāhir ul Qādrī, *Human Rights in Islam* (Lahore: Minhaj-ul-Quran Publications, 2011), 46.

[9] Al-Maʿārij 70:17.

[10] An-Nisāʾ 4:98.

[11] Ar-Raʿd 13:49.

[12] Abū Dāwūd (Dāʾūd) Sulaymān ibn al-Ash'ath ibn Isḥāq al-Azdī al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd: Kitab al-Wasaya, Chapter Ma Jaya in Al-Wasiya for the Heirs* (Beirut: Dar al-Fikr, 1998), Hadith # 2870, 114.

[13] Al-Hijr 15:6.

[14] Abū Muhammad ʿAbd al-Malik ibn Hishām ibn Avvūb al-Ḥimyarī al-Muʿāfirī al-Basrī, *Al-Sīrah al-Nabawivvah* (Multan: Maktaba Farūqiyā, 1977), 4:9.

[15] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Hadith # 4505.

[16] Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb ibn ʿAlī ibn Sinān al-Nasāʾī, *Al-Sunan al-Ṣughrā* (Beirut: Dar al-Kitab Al-Ilmiva, 1991), Hadith # 7055.

[17] Abū al-Husavn 'Asākir ad-Dīn Muslim ibn al-Ḥajjāj ibn Muslim ibn Ward ibn Kawshādh al-Oushavrī an-Navsābūrī, *Sahīh Muslim*, Hadith # 1831.

[18] Abū al-Oāsim Sulavmān ibn Aḥmad ibn Ayyūb ibn Muṭayyir al-Lakhmī al-Shāmī al-Ṭabarānī, *Al-Mu'iam al-Kabir*, Hadith # 5636.

[19] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawivyah*, 4:9.

[20] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd: Kitab al-Ijarah; Chapter in the Guarantee of Al-Ariya*, (Beirut: Dar al-Fikr, 1998), Hadith # 3565, 3:296.

[21] Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim: Kitab al-Imarat, Chapter Ghulz Tahrim al-Ghulol*, Hadith # 1831.

[22] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī ibn Mūsā al-Khusrawjirdī al-Bayhaqī, *Shu'ab al-Iman*, Hadith # 5526, 4:395.
[23] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Rabʿī al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah: Kitab al-Iman, Chapter Fazl al-Ulama wa Haths Ali Talab Al-Ilam*, Hadith # 224, 81.
[24] Ahmad ibn Hanbal al-Dhuhlī, *Musnad Ahmad ibn Hanbal: Hadith Muʿādh ibn Jabal radıya -llāhu ʿanhū*, (Egypt: Cordoba Institute), Hadith # 22162, 5:243.
[25] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al-Ilm, Chapter Libulg al-Ilm al-Shaheed al-Ghaib* (Beirut: Darab bin Kathir, 1987) Hadith # 104, 51.
[26] Abū Dāwūd Sulaymān ibn Dāwūd al-Ṭayālisī, *Musnad al-Tayalisi*, (Beirut: Dar al-Marafa), Hadith # 1079, 145.
[27] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah: Chapter Al-Wasaa' of the Scholar of Knowledge*, Hadith # 248, 90.
[28] Ibn Mājah, *Sunan Ibn Mājah: Kitab al-Iman, Chapter of Questions of Knowledge*, Hadith # 265, 97.
[29] Ibn Ḥanbal, *Musnad Ahmad ibn Hanbal: Hadith Muʿādh ibn Jabal raḍiya -llāhu ʿanhū*, Hadith # 22162.
[30] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabawiyyah*, 2:146.
[31] Al-Ḥašr 59:4.
[32] Muslim, *Sahīh Muslim*, Hadith # 1844.
[33] Yūsuf ibn ʿAbd Allāh ibn Muhammad ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar al-Namarī al-Andalusī al-Qurṭubī al-Mālikī, *Jami' Bayan al-'Ilm wa Fadlihi*, 1:62.
[34] Nur al-Din `Ali ibn Abi Bakr ibn Sulayman, Abu al-Hasan al-Haythami, *Majmu' al-Zawa'id wa Manba' al-Fawa'id: Kitab al-Atama* (Beirut: Dar al-Kitab), 5:125.
[35] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā as-Sulamī aḍ-Ḍarīr al-Būghī at-Tirmidhī, *Ṣaḥīḥ al-Tirmidhī: Book of Tafsir al-Qur'an, Chapter: Surat al-Ḥujurāt* (Beirut: Dar Ahya al-Trath al-Arabi), Hadith # 3270, 389.
[36] Al-Kahf 18:5.
[37] Al-Havthami, *Maimu' al-Zawa'id wa Manba' al-Fawa'id*, 3:266.
[38] Al-Bukhārī, *Sahīh al-Bukhārī*, Hadith # 4053.
[39] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: Kitab al-Farayd, Chapter Al-Wald, Lafrash Hara*, Hadith # 6368.
[40] Muslim, *Sahīh Muslim: Kitab al-Nikah, Chapter Istihab al-Nikah*, Hadith # 1400.
[41] Al-Baqarah 2:178.
[42] Al-Tavālisī, *Musnad al-Tavalisi*, Hadith # 1079, 145.
[43] Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd: Kitab al-Diyat, Chapter in al-Hawta Shub al-Imad*, Hadith # 4547, 185.
[44] Al-Bukhārī, *Sahīh al-Bukhārī*, Hadith # 5024, 5:2042.
[45] Shams al-Dīn Abū ʿAbd Allāh Muhammad ibn Abī Bakr ibn Avvūb al-Zurʿī l-Dimashqī l-Ḥanbalī (Ibn Qayyim al-Jawziyya), *Zad al-Ma'ad Fi Hadyi Khair Al 'Ibaad*, 541-542.